رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | ہیں ابھی اک نورانی چہرہ کے پرستار [illegible]

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت منیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ص ۶۵)

جلد ۳ | ۵ فروری ۱۹۱۶ء | شنبہ | مطابق ۳۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۴ھ | نمبر ۸۶

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت اولوالعزم ریزش کی وجہ سے تین دن سے درس قرآن نہیں فرما سکے۔

۲۔ ۳۰ جنوری کو ایک سروے آفیسر یہاں آئے جنہوں نے نقشہ سے بتایا۔ کہ بٹالہ سے گورداسپور تک جو ریلوے لائن بنتی تجویز ہوئی ہے۔ اس کا ایک سٹیشن قادیان ہوگا۔ جو قادیان سے قریباً آدھ میل کے فاصلہ پر ہوگا۔ یہ سروے پارٹی پیمائش کر رہی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی سالانہ جلسہ کی تقریریں چھپنی شروع ہو گئی ہیں۔ امید ہے۔ کہ انشاء اللہ جلد ہی شائقین کے ہاتھوں

اخبار احمدیہ

لاہور سے مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی تحریر فرماتے ہیں کہ میں دو چار روز سے بوجہ وجع الصدر نزلہ۔ زکام علیل ہوں۔ میرے لئے دعا فرمائی جائے۔ آج کل درس بہت سے ہو گئے ہیں۔ میاں سعدی علیحدہ پڑھتا ہے۔ ایک صاحب باغبانپورہ کے ہر صبح وہاں سے آکر علیحدہ قرآن کا ترجمہ پڑھتے ہیں۔ پھر چار پانچ آدمیوں کا ان کے علاوہ سبق بھی صبح کو ہی ہوتا ہے۔ پھر شام کو درس عام لوگوں کا علیحدہ اور عصر کے وقت عزیز مکرم محمد عبداللہ خان صاحب بمعہ چند ہم کلاسوں کے علیحدہ پڑھتے ہیں ہفتہ میں دو دفعہ درس مستورات میں ہوتا ہے۔ پھر قرآن ناظرہ پڑھتے ہیں۔

احباب صدق دل سے اس مفید اور بابرکت وجود کی صحت اور تندرستی کے لئے دعا فرمائیں۔ جس کے اس بیماری کی حالت میں بھی مشغول فی الدین ہونے کا مندرجہ بالا اوقات درس سے حال معلوم ہو سکتا ہے۔

فرید کوٹ سے میاں محمد حسین صاحب گھڑی ساز لکھتے ہیں۔ کہ پیغام والوں نے میرے نام صفت النبوۃ فی الاسلام روانہ کی ہے۔ اور اس نواح میں مرہم عیسیٰ وغیرہ بھیج رہے ہیں۔

حکیم محمد قاسم صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لالہ موسیٰ خاص طور پر اپنے لئے دعا کے ملتجی ہیں سب احباب انکے لئے ضرور دعا کریں

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان پریس میں چھپکر شائع ہوا)

راولپنڈی سے سید محمد اشرف صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ کوہ مری کے قریب ایک گاؤں ہے۔ جہاں ایک مشہور گدی ہے۔ وہاں کے ایک صاحبزادہ صاحب مقدمہ کی وجہ سے بمعہ پچاس ساٹھ مریدوں کے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ مجھے ان سے ایک جلسہ میں ملنے کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے مجھے اپنے مکان پر ملنے کے لئے کہا۔ اس لئے میں ایک روز بمعہ مولوی محمد ابراہیم صاحب ان کے مکان پر گیا۔ بہت اخلاق سے پیش آئے۔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق اور حضرت مسیح موعود کے دعوئی اور تعلیم کے متعلق دریافت کرتے رہے۔ اور میں بتاتا رہا۔ میں نے ان سے اس نقشہ کا بھی ذکر کیا۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ہر ایک جماعت سے شش ماہی مانگا ہے انہوں نے ایک کاپی مجھ سے طلب کی۔ جو دی گئی۔ پڑھکر بہت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ میں امسال عرس پر آپ کو اور مولوی محمد ابراہیم صاحب کو وہاں بلاؤنگا ان کے سرحدی اور مرید۔ باتیں سنکر چین بجبین ہوتے تھے۔ مگر دم نہ مار سکتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے کہدیا تھا۔ کہ اگر مرزا صاحب کی یہی تعلیم ہے۔ جو یہ لوگ میرے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ تو میں سب سے پہلے احمدی ہونے کو تیار ہوں۔ میں دوسرے دن پھر ان کے پاس گیا۔ اور قرآن شریف کی وہ آیت جو پارہ ۱۷ کے شروع میں ہے جس میں خدا تعالیٰ نے رسول کریم کو کہا ہے۔ کہ تم سے پہلے سب انسان مر گئے سنائی اور ان کا قرآن لیکر انہیں نکالدی۔ وہ پڑھکر حیران سے ہو گئے۔ ان کے پاس جو حافظ اور ملاں بیٹھے تھے انہیں کہنے لگے۔ کہ یہ آیت تو صاف ظاہر کرتی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ مر چکے ہیں۔ کیا تمہارے پاس ان کی حیات کی کوئی دلیل ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت تو ہمیں کوئی آیت یاد نہیں کل پیش کرینگے۔ یا کسی اور مولوی کو ساتھ لائینگے۔ دوسرے دن ایک مولوی کو لے آئے۔ جس نے بڑی مشکل کے بعد گفتگو کرنی شروع کی۔ اور تفسیر سے کچھ اردو عبارت پڑھی جس میں لکھا تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے اتریں گے۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب نے اسے کہا۔ کہ آپ قرآن کریم کی آیت پڑھکر اس کا ترجمہ کریں لیکن وہ نہ کر سکا۔ اور لڑنے پر تیار ہو گیا۔ اس پر پیر صاحب نے مباحثہ بند کرا دیا۔ اور کہنے لگے۔ کہ ہم نے نتیجہ نکال لیا ہے ہمارے ملانوں کے پاس سوائے بدزبانی یا ڈنڈے کے اور کچھ نہیں۔ انہوں نے اخبار الفضل کے پرچے پڑھنے کے لئے مانگے۔ جو دیئے گئے۔ خدا تعالیٰ انہیں قبول حق کی توفیق عطا فرمائے ؛

ڈیرہ غازیخان سے بابو محمد اکبر صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لکھتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے بھائی مولوی عزیز بخش صاحب نے اپنے لیکچر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غیر نبی ثابت کرنے کے لئے بہت زور مارا۔ حاضرین جلسہ جو غیر احمدی تھے۔ ان کا لیکچر سنکر بہت خوشی کا اظہار کرتے اور کہتے تھے۔ کہ اب مولوی صاحب ہمارے ہم عقیدہ ہو گئے ہیں۔ کیونکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کسی کو نبی نہیں مانتے۔ ادھر مولوی صاحب بھی خوش ہو رہے تھے۔ کہ میں اپنے مدعا میں کامیاب ہو گیا۔ مولوی صاحب کی تقریر کے ختم ہونے کے بعد میں نے ان سے سوال کیا۔ کہ آپ قرآن شریف سے ذرا یہ تو بتائیے۔ کہ نبی کی تعریف کیا ہے۔ تا معلوم ہو کہ چونکہ وہ تعریف حضرت مرزا صاحب پر صادق نہیں آتی اس لئے آپ نبی نہیں ہو سکتے۔ اس نہایت قوی اور پختہ سوال کو مولوی صاحب نے ہنسی اور تمسخر میں ٹالدیا۔ پھر میں نے حقیقت النبوۃ صہ ۲۳۸ کی عبارت پڑھکر سنائی اور پوچھا۔ کہ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بوجہ بروز کامل ہونے کے اپنے نبی ہونے اور نبی کا مرتبہ پانے کا دعوئی کرتے ہیں۔ اور باقی لوگوں کی نسبت فرماتے ہیں۔ کہ ان کو یہ مرتبہ نہیں بخشا گیا۔ اس پر مولوی صاحب نے سوال کیا۔ کہ جب ختم نبوت کی وجہ سے پہلے خلفا نبی نہیں ہو سکتے تھے۔ تو مرزا صاحب کس طرح نبی بن سکتے ہیں اس کا میں نے یہ جواب دیا۔ کہ پہلے خلفا آنحضرت صلعم کے بروز کامل نہ تھے۔ اور ان میں آنحضرت صلعم کی پوری تصویر نہ پائی جاتی تھی۔ اس لئے وہ نبی نہ ہو سکتے تھے۔ اور نہ ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ آنحضرت صلعم کے کامل بروز تھے اس لئے نبی بن سکتے تھے۔ اور بنے۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ سابقہ خلفا کا کیا قصور تھا۔ کہ ان کو ناقص بروز بنا دیا گیا اور مرزا صاحب کو کامل۔ میں نے کہا۔ کہ آپکے پاس اس بات کا کیا جواب ہے۔ کہ سابقہ انبیا کا کیا قصور تھا۔ کہ انہیں خاتم الانبیاء نہ بنایا گیا۔ مگر آنحضرت صلعم کو بنایا گیا۔ بجائے اس کے کہ مولوی صاحب متانت سے جواب دیتے خوب زور سے قہقہہ مار کر ہنسے اور تمسخرانہ انداز سے اس سوال کو بھی ٹالدیا۔ اسی طرح مولوی صاحب نے ہر ایک سوال کے جواب میں کیا۔ اس لئے ہم نے نبوت حضرت مسیح موعود کے متعلق ایک عام جلسہ کیا جس میں مولوی محمد عثمان صاحب مدرس گورنمنٹ ہائی سکول نے اس کے متعلق ایک جامع مضمون پڑھا۔ وہ لوگ جو مولوی عزیز بخش کے جلسہ میں شامل تھے۔ اور پھر اس میں بھی شامل ہوئے عام طور پر تذبذب میں پڑ گئے۔ اور بعضوں نے تو عین جلسہ میں علانیہ کہدیا۔ کہ بیشک مرزا صاحب نے نبوت کا دعوئی کیا ہے۔ لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہو گیا۔ کہ احمدیوں کے دو فریق ہو گئے ہیں۔ اور عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ مولوی عزیز بخش نے احمدیت سے رجوع کر لیا ہے۔ باوجود اس اختلاف کے پہلے لوگ ہم کو اور مولوی عزیز بخش صاحب کو ایک ہی سمجھتے تھے۔ لیکن ان کے اس جلسہ نے اس کا فیصلہ کر دیا ؛

ڈاکٹر محمد الدین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن جو اس وقت میدان جنگ میں ہیں۔ ان کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ جو اپنی صحت کے لئے دعا کی ملتجی ہیں۔ یہ ایک عجیب اتفاق کی بات ہے۔ کہ ان کی طرف سے اپنی بیماری سے صحت پانے کے متعلق دعا کا خط جس ڈاک میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو موصول ہوا۔ اسی ڈاک میں ڈاکٹر صاحب موصوف کا خط بھی ان کی صحت کے متعلق دعا کرنے کے لئے آیا۔ خدا تعالیٰ ان کو شفا دے ؛

اطلاع ضروری جن احباب نے وی پی واپس کئے ہیں انکے نام کا الفضل امانت میں رہیگا یعنی نہیں بھیجا جائیگا جب تک کہ وہ مطلوبہ رقم بذریعہ منی آرڈر نہ بھجوا دیں (ب) یا مکرر وی پی کی جازت نہ دیں (ج) یا ادائے قیمت کے بارے میں کوئی پختہ وعدہ اور مقررہ تاریخ نہ بتا دیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۵ فروری

اخبار وطن ہمارے صحیح معتقدات شایع کرے

مولوی انشاءاللہ خان صاحب مالک و ایڈیٹر وطن جو سلسلہ احمدیہ کے پُرانے مہربان ہیں۔ النبوۃ فی الاسلام پر ریویو کرتے ہوئے ۲۷ جنوری کے روزانہ وطن میں کچھ فقرات ہماری نسبت بھی لکھتے ہیں جن سے ہمارے معتقدات کی نسبت غلط فہمی پھیلتی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مولوی صاحب موصوف اس کا ازالہ فرما دینگے *

پہلی بات آپ نے یہ لکھی ہے کہ " ایک فریق مرزا غلام احمد صاحب کے صاحب زادہ جناب میاں محمود احمدؐ صاحب کے ساتھ ہے ان کا اعتقاد ہے کہ مرزا صاحب حقیقی نبی تھے " دوسرا فریق مولوی محمد علی صاحب کا ہم آواز ہے ×× ان کا اعتقاد ہے کہ مرزا صاحب حقیقی نبی نہ تھے بلکہ ان کا دعویٰ ظلی بروزی اور مجازی و جزوی نبوت کا تھا"

حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو ہرگز حقیقی نبی نہیں مانتے بلکہ ہم آپ کی نبوۃ کو ظلی۔ بروزی۔ اور مجازی ہی مانتے ہیں۔ اختلاف جو ہے وہ ظلی اور بروزی کے مفہوم میں ہے۔ ہم ظلی اور بروزی نبی۔ اور مسلمہ فریقین انبیا علیہم السلام کی نبوت میں نفس نبوت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں جانتے پس اگر ہمارے اور مولوی محمد علی صاحب اور انکے رفقاء کے اعتقادات میں فرق دکھانا ہو تو ان الفاظ میں دکھایا جانا چاہیئے۔ کہ ہم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں وہ نہیں مانتے جیسا کہ غیر احمدی بھی آنجناب کو نبی نہیں مانتے حقیقی اور ظلی یہ خاص اصطلاح حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی ہے آپ نے اپنی کتب میں حقیقی نبی کے یہ معنے کئے ہیں وہ نبی جسے شریعت خدا کی جانب سے ملے یا جو براہ راست بالاصالۃ بغیر امتی ہونے کسی نبی سابق کے نبوت پائے اور ظلی نبی کے یہ معنے فرمائے ہیں کہ جسکی نبوت کے ذریعے اپنے متبوع [illegible] کے کمالات ظاہر ہوں اور بس۔ سیدنا حضرت مرزا صاحب آخری قسم کے نبی تھے یعنی خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع کی برکت سے آپ کو نبوت ملی۔ ہم آپ کو ہرگز ہرگز حقیقی اور مستقل نبی نہیں مانتے بلکہ ظلی اور بروزی نبی ہی مانتے ہیں۔ اور ظلی و بروز نقل و بناوٹ کو نہیں کہتے *

دوسرے اکابرین اُمت نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ ہم نبی ہیں۔ اور نہ خدا نے ان کو نبی فرمایا۔ پس یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب ایسی نبوت کے مدعی تھے جو دوسرے اکابرین ملت کو بھی ملتی رہی ہے *

دوسری بات مولوی انشاءاللہ خاں صاحب نے یہ لکھی ہے کہ:-

"جناب میاں محمود احمد صاحب کی ذکاوت و ذہانت میں کسی کو کلام نہیں۔ پس ممکن نہیں کہ جوش مباحثہ کی سرگرمی بوقت مناسب طبعاً کم ہو جانے پر ایسا ذکی شخص قرآن کریم کو کلام خدا مانتا ہوا ختم الانبیاء* کے بعد کسی اور نبی و رسول کے ممکن الوجود ہو سکنے کو زیادہ دیر تک باور کر سکے یا ایسی روش کو اختیار کئے رہے جو اسلام میں تشتت و تفرقہ کا موجب بن رہی ہو" *

* اس لفظ سے [illegible] ہوں

حقیقت میں سیدنا محمود پر اس سے بڑھ کر کوئی الزام نہیں ہو سکتا کہ آپ کے معتقدات کو کسی باہمی بغض و عناد کا نتیجہ قرار دیا جائے۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ ایسے فقرات مولوی انشاءاللہ صاحب ایسے جہاندیدہ معاملہ فہم انشا پرداز کے قلم سے نکلیں۔ میں مولوی صاحب [illegible] کے تیقن کے لئے سیدنا محمودؐ کی ایک تحریر کی نقل دیتا ہوں جو یکم مارچ ۱۹۱۰ء کے تشحیذ میں چھپی ہے *

"اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس زمانہ میں کسی نبی کی ضرورت ہے یا نہیں؟ ×× یہی زمانہ ہے کہ دنیا میں ایک مامور کی حد سے زیادہ ضرورت ہے ×× یہ ایک عجیب بات ہے کہ ہر ایک قوم نے اسوقت ایک رسول کے آنیکی گواہی اپنی کتابوں سے دی ہے ×× غرضکہ ہر ایک قوم ایک نبی کی منتظر ہے اور اس کے لئے زمانہ بھی یہی مقرر کیا جاتا ہے۔ ہمارے پیارے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے جو نشانات اس نبی کی پہچان کے بتائے ہیں (وہ پورے ہو چکے) ××× ایک ہی شخص ہے جو اسبات کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ تمام پیشگوئیاں میرے حق میں ہیں اور میرے وجود پر منطبق اور میرے زمانہ میں پوری ہوئیں ×× وہی ہے جو فرماتا ہے کہ مجھ سے خدا تعالےٰ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور مجھ پر آدمؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور محمدؐ وغیرہم علیہم السلام کیطرح وحی نازل فرماتا ہے ××× اے وہ شخص جو کچھ بھی بینائی رکھتا ہے اپنی آنکھیں کھول ×× کیا یہ تیرا خیال ہے کہ میں کسی بڑی قوم کا ہوں ××× اس لئے مجھ کو اس رسول کے ماننے کی حاجت نہیں *

اس مضمون پر مولوی محمد علی صاحب نے مفصلہ ذیل ریویو کیا تھا۔

رسالہ تشحیذ قادیان سے سہ ماہی نکلنا شروع ہوا ہے ××× اس رسالہ کے ایڈیٹر مرزا بشیرالدین محمود احمد حضرت اقدس کے صاحبزادہ ہیں اور پہلے نمبر میں ۱۴ صفحوں کا ایک انٹروڈکشن انکی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ جماعت تو اس مضمون کو پڑھے گی۔ مگر میں اس مضمون کو مخالفین سلسلہ کے سامنے بطور ایک بین دلیل کے پیش کرتا ہوں جو اس سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہے " *

جس سے دو باتوں کا ثبوت ملتا ہے ایک تو یہ کہ حضرت محمود کا ابتداء سے یہی عقیدہ ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب خدا کے نبی ہیں اور ایسے ہی نبی ہیں جیسے اگلے انبیاء علیہم السلام تھے۔ اور آپکا موجودہ عقیدہ کسی بغض یا عناد یا جوش مباحثہ کی سرگرمی کی بنا پر نہیں * دوم یہ کہ اسوقت مولوی محمد علی صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا جبھی تو اس مضمون کو مخالفین سلسلہ کے سامنے بطور ایک بین دلیل کے پیش کیا ہے اور اسے سلسلہ کی صداقت پر گواہ ٹھیرایا ہے۔ اگر اسلام میں خاتم الانبیا کے بعد نبی کا ماننا اسلام کی بیخکنی کرنا تھا۔ تو پھر اس مضمون کو جسمیں حضرت اقدس کو بطور نبی کے پیش کیا گیا ہے سلسلہ کی صداقت کا گواہ کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسوقت مولوی محمد علی کا بھی یہی عقیدہ تھا جو اب ہمارا ہے۔

پس جوشِ مباحثہ کی سرگرمی میں جادہ اعتدال سے باہر نکلنے کا الزام اگر دیا جا سکتا ہے تو فریقِ ثانی کو نہ کہ ہمیں۔ اخیر میں میں مولوی صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے مرزا صاحب کو نبی مانا ہے تو اس نیت سے نہیں۔ کہ دُنیا جہان کے لوگوں کو کافر بنائیں۔ یا اسلام میں تفرقہ ڈالیں۔ اللہ تعالےٰ ہماری نیتوں سے خوب آگاہ ہے۔ ہم نے تو حضرت مرزا صاحب کو اس لئے نبی مانا کہ قرآن و حدیث میں آخری زمانے میں ایک نبی کی بعثت کا ذکر تھا۔ اور خدا تعالےٰ کے زبردست نشانوں نے ثابت کر دیا کہ آپ خدا کے نبی ہیں۔ چونکہ ہر نبی پر ایمان لانا ضروری ہے اس لئے ہم ایمان لائے اور اس ایمان لانے ہی میں نبی کریمؐ کی عزت ہے کیونکہ خاتم النبیین کا مفہوم آنحضرتؐ میں متحقق نہیں ہو سکتا جب تک آپکے افاضہ کمال سے ایک نبی جری اللہ فی حلل الانبیاء نہ آئے۔ پھر ہم نے آنجناب کو اس لئے نبی مانا کہ آپ کے نبی ماننے ہی سے تفرقہ و تشتت مٹ سکتا تھا۔ کیونکہ مختلف فرقہائے اسلام میں اسقدر اختلاف تھا کہ بجز ایک معصوم عن الخطاء۔ صاحب الوحی۔ حَکَم کے فیصلہ پر ایمان لانے کے اتحاد و اتفاق کی کوئی راہ ہی نہیں۔ اور تجربتہً بھی یہ بات صحیح ثابت ہوئی ہے۔ ہم سب صحابہ کرامؓ کی طرح ایک ہیں اور ہم میں کوئی اصولی یا بیخ کن اسلام اختلاف نہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے ہمارے افراد مختلف فرقہائے اسلام میں شامل تھے اور ایک دوسرے کے جانی دشمن اور اب ہم بھائی بھائی ہو گئے۔ پس مولوی انشاء اللہ خان صاحب اگر سچے دل سے اسلام میں اتفاق و اتحاد چاہتے ہیں تو وہ بھی خدا کے فرستادہ الحکم العدل پر ایمان لائیں اور پھر دیکھیں کہ انکے دل کی خواہش بر آتی ہے یا نہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ کوئی قرآن مجید کو خدا کا کلام مانتا ہُوا۔ خاتم النبیین کے بعد کسی اور نبی و رسول کے ممکن الوجود ہو سکنے کو باور نہیں کر سکتا۔ سو میں وہ دلائل سُننا چاہتا ہوں جن سے خاتم الانبیاءؐ کے بعد کسی نبی ظلی کی بعثت ممکن الوجود نہیں۔ امید ہے مولوی صاحب تکلیف گوارا فرمائیں گے +

ضیاء الاسلام کیلئے باہر کے احباب کام بھیجیں کیونکہ خرچ زیادہ آمد کم۔ الفضل کی زیر باری کا موجب ہے

منیجر

خامہ را بار دگر قط زدہ ام

ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی الفضل کی خدمات سے ۱۲ جنوری سے سبکدوش ہیں

اور اب جبکے سپردِ الفضل کی خدمت ہے اسے اپنی بے بضاعتی کا اقرار ہے۔ الفضل کی ایڈیٹری کوئی آسان کام نہیں اوایل میں اسے جس مبارک وجود نے ایڈٹ کیا۔ آنیوالے زمانے نے بتا دیا کہ انکی استعداد انکی قابلیت اس کا علم اس کا فضل مسیح کے قائم مقام یعنی تمام جہان کا امام بننے کا تھا۔ پس اب یہ قویٰ کوئی کہاں سے لائے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔ موجودہ صورت حالات میں بغیر اس کے چارہ نہیں کہ چند احباب بلکہ بقدر وسیع کوشش کریں۔ اور بیرونجات کے علم دوست اصحاب ہماری امداد کریں۔ جو دو طرح سے ہو سکتی ہے۔ ایک تو یہ کہ چونکہ ہندوستان میں علی العموم اردو اخبارات کی ایڈیٹری و منیجری کے مختلف کاموں کی ذمہ داری ایک ہی شخص پر رکھنی پڑتی ہے اس لئے احباب کرام اخبار کے خریدار بڑھا کر اسے ایسی حالت میں کر دیں کہ اخراجات کے متعلق کوئی پریشانی لاحق نہ ہو جس کا اثر اخبار کی باقاعدہ اشاعت بھی پڑتا ہے اور مضامین کی عمدگی پر بھی۔ دوم نہایت صفائی کے ساتھ الفضل کے مضامین کے متعلق اپنی آراء سے وقتاً فوقتاً مطلع فرماتے رہیں تاکہ نقصوں کی اصلاح کی جاسکے۔ اگرچہ یہاں خدا کے فضل سے چند دوست ایسے موجود ہیں جو گو اخبار کے خریدار نہیں مگر پھر بھی الفضل کے ساتھ ایسی دلچسپی رکھتے ہیں کہ وہ ہر پرچہ پر زبردست تنقید فرما کر ایڈیٹر کو اپنے مفید مشوروں سے بہت کچھ ممنون فرما دیتے ہیں مگر تاہم اسبات کی ابھی ضرورت باقی ہے کہ باہر کے دوست بھی اسمیں حصہ لیں۔ اور علمی مضمون اسلام کی تائید اور غیر مذاہب کی تردید میں بھیجتے رہیں۔ اگر کبھی جلسہ یا مباحثہ یا گفتگو کی رپورٹیں بھیجیں۔ تو مناسب ہے برجستہ الفاظ میں صرف اسقدر حصہ جو دوسروں کے لئے مفید ہو اور پڑھنے والے کے علم میں اضافہ کر سکے۔ پوری حکایت کی ضرورت نہیں۔ اور پیغام بیچارہ تو دم توڑ رہا ہے اسکی حالت پر مجھے رحم آتا ہے اس لئے اسپر زیادہ توجہ صرف نہ کریں۔ ہاں یہ بھی یاد رہے کہ الفضل کا کام اصلاح ہے اور اصلاحی کام اپنے اندر ایک تلخی بھی رکھتا ہے۔ پس الفضل کو محض تفریح طبع کا سامان سمجھ کر نہیں پڑھنا چاہیئے بلکہ ہر مضمون پڑھ کر یہ سوچیں کہ اس سے آپکے علم میں کیا اضافہ ہُوا۔ اور خشیۃ اللہ اور تقویٰ میں ترقی کرنے کا آپ کے دل میں کتنا جوش پیدا ہُوا۔ اور آپ اپنی سابق حالت میں تغیر کرنے کے لئے کس حد تک تیار ہوئے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے من استواہ یوماہ فھو مغبون اخیر میں دُعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی مرضیات پر چلنے اور مسیح موعودؑ کے مقصد بعثت کی اشاعت کی توفیق بخشے۔ آمین +

خلفائے راشدہ کیا شوریٰ کے پابند تھے

البلاغ میں ایک شخص نے یہ سوال اُٹھایا ہے کہ "خلافت راشدہ کا طرز حکومت ایک طرح سے شخصی تھا۔ ایک شخص خلیفۃ المسلمین ہوتا تھا۔ اور سب اسکی متابعت کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید کو معزول کر دیا۔ اور باوجود مخالفت کے مسلمانوں کے شورہ کی کچھ پرواہ نہ کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے منکرین زکوٰۃ سے قتال کیا۔ اور بہت سے صحابہ اسکے مخالف تھے۔ پس پارلیمنٹ (مجلس شوریٰ) کہاں ہوئی۔ اور ارکان شوریٰ کی رائے کی متابعت خلیفہ کے لئے کیونکر واجب ہوئی" اس کے جواب میں ایڈیٹر صاحب البلاغ نے ایسی حدیثیں پیش کی ہیں جنسے یہ پایا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ مشورہ لیا کرتے تھے۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خلفائے کرام ان مشوروں کے پابند بھی ہوتے تھے اور انھیں ضرور وہی کرنا پڑتا تھا جو مشورہ میں انھیں کہا جاتا تھا۔ مشورہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی لیا کرتے تھے اور آپ کو خدا تعالےٰ نے حکم دیا تھا کہ مشورہ لیا کرو۔ لیکن آپ اسکے پابند نہیں ہوتے تھے۔ یہی حال خلفاء کے مشورہ کا ہے وہ ضرور دوسروں سے مشورہ لیتے تھے لیکن کرتے وہی تھے جو شورہ کے بعد انکے نزدیک درست اور صحیح قرار پاتا تھا یہی وجہ ہے کہ کوئی ایسی مثال نہیں مل سکتی کہ انھوں نے اپنی رائے پر شوریٰ کی رائے کو بالالتزام مقدم قرار دیا ہو۔ پس اگر ایڈیٹر صاحب البلاغ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ خلفائے راشدین شوریٰ کے پابند تھے تو انھیں اس قسم کی حدیثیں

جناب ابوالکلام آزاد اور صاحبزادہ آفتاب احمد صاحب

آل انڈیا محمڈن کانفرنس کا اس دفعہ پونا میں انعقاد ہونا قرار پایا ہے اس میں جناب ابوالکلام صاحب نے صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب جوائنٹ سکرٹری کانفرنس کو بذریعہ رجسٹرڈ خط یہ اطلاع دی۔ کہ "سالہائے گذشتہ کی طرح امسال بھی کانفرنس کے پروگرام میں میری تقریر کے لئے وقت رکھیں۔ اور میری تقریر کا موضوع صراط مستقیم ہوگا" اس کے جواب میں صاحبزادہ صاحب نے نہایت صاف اور عمدہ جواب یہ دیا۔ کہ "سب سے اول یہ امر صاف ہو جانا ضروری ہے۔ کہ جس تعلیمی تحریک کی اشاعت کے لئے یہ کانفرنس قائم ہے۔ اور جن اصول کے مطابق اور جن مقاصد کے لئے سرسید علیہ الرحمۃ نے اس کی بنا قائم کی ہے۔ انکو آپ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے مفید اور ضروری سمجھتے ہیں۔ یا نہیں اور ان کو قوم میں مقبول عام کرانے کی کوشش کرنا کانفرنس کے ممبروں کا فرض تصور کرتے ہیں۔ یا نہیں" اس کے جواب الجواب میں ابوالکلام صاحب آزاد نے بھی نہایت صفائی سے لکھا ہے۔ کہ "راولپنڈی میں جو آپ لوگوں نے میری مخالفت کر کے پبلک کو اپنے سے بدظن کرایا۔ اور پھر اس کے نتائج لازمی ہیں۔ علی الخصوص پونا کو تو میں آپ سے زیادہ جانتا ہوں۔ کانفرنس کا پنڈال آپ مجھ پر بند کر کے دیکھ لیں میں کسی اور گوشہ میں خدا اور اس کے رسول کا پیام مسلمانوں کو پہنچا سکتا ہوں۔ میرا ذاتی نقصان اس سے کچھ نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص اس حماقت میں گرفتار ہے۔ کہ کانفرنس کا پلیٹ فارم میرے لئے ایک بہت ہی عجیب و غریب دولت ہے۔ جس سے محروم ہو کر لٹ جاؤنگا۔ تو اس کی حماقت بہت ہی افسوسناک ہے۔ اگر آپ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ کانفرنس میں میری تقریر روک کر کوئی بڑی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ تو بسم اللہ اس کا بھی تجربہ ہو جائے۔ جیسا کہ چار پانچ سال سے بیسیوں تجربے آپ لوگ کر چکے ہیں۔"

اب دیکھئے جناب ابوالکلام صاحب کو کانفرنس کے پلیٹ فارم پر تقریر کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ یا وہ علیحدہ کسی جلسہ کی بنیاد ڈالکر اپنی تقریر کرتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں سلسلہ احمدیہ کی صداقت اور ضرورت نمایاں ہو گی ۔

ہندوستان میں مجلس مناظرہ

البلاغ لکھتا ہے۔ "کہ بادشاہ ہندوستان (سندھ) نے ہارون الرشید کو کہا۔ کہ آپ اس قوم کے بادشاہ ہیں جو اپنے مذہب کو صرف تلوار کے ذریعہ پھیلانا جانتی ہے لیکن اگر آپ کو اپنے مذہب کی صداقت پر اعتماد ہے۔ تو مناظرہ کے لئے ایک عالم کو بھیج دیجئے۔ اگر آپ کا مذہب حق ہوگا تو میں مسلمان ہو جاؤنگا۔ ورنہ آپکو ہمارے مذہب میں داخل ہونا پڑیگا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ فقہا کی مخالفت سے ہارون الرشید نے معتزلہ کو بحث و مناظرہ سے روکدیا تھا بلکہ اکثر معتزلہ کو قید کر دیا تھا۔ اس لئے مناظرہ کے لئے ایک فقیہ کو بھیجنا پڑا۔ فقیہ موصوف جب بادشاہ ہندوستان کے دربار میں پہنچے۔ تو اس نے نہایت تعظیم کی۔ اور ہندوستان کے تمام پنڈتوں کو جمع کیا۔ مناظرہ شروع ہوا۔ تو ان میں سے ایک برہمن نے پوچھا۔ حقانیت کی کیا دلیل ہے۔ فقیہ موصوف نے تو امی۔ سفیان شعبی اور ابن عون کے سلسلہ سے روایت شروع کی۔ برہمن خاموشی کے ساتھ تمام روایتوں کو سنتا رہا۔ جب وہ سلسلہ روائت ختم کر چکے۔ تو اس نے کہا جس شخص کی حدیثیں آپ نے سنائی ہیں۔ اس کے ثبوت پر کیونکر یقین کیا جا سکتا ہے۔ عالم موصوف نے قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھدیں۔ جن میں آنحضرت کو نبی اور پیغمبر کہا گیا تھا۔ برہمن نے کہا اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ ممکن ہے۔ کہ پیغمبر نے اس کو خود ہی گڑھ لیا ہو۔ اب وہ بالکل خاموش ہو گئے۔ اس نے اصول اسلام چھوڑ کر علم کلام کے ایک خاص مسئلہ پر گفتگو شروع کی۔ اس نے پوچھا کیا تمہارا خدا قادر ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا۔ تو کیا وہ اپنا مثل بھی پیدا کر سکتا ہے۔ فقیہ موصوف نے جواب دیا۔ کہ یہ تو علم کلام کا مسئلہ ہے۔ ہم لوگ اس کو بدعت سمجھتے ہیں۔ اب برہمن نے بادشاہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ میں نے تو پہلے ہی کہدیا تھا۔ کہ مسلمانوں کی قوم ایک جاہل قوم ہے۔ وہ صرف تلوار کے ذریعہ سے اپنے مذہب کو پھیلا سکتی ہے۔ بادشاہ سندھ نے ہارون الرشید کو لکھ بھیجا۔ کہ میں نے آپکے مذہب اور آپ کی قوم کے متعلق جو باتیں سنی تھیں۔ ان پر یقین نہیں کرتا تھا۔ لیکن آج ان کی تصدیق ہو گئی۔ ہارون الرشید کو یہ خط پڑھکر سخت رنج ہوا۔ اور بے اختیار پکار اٹھا۔ کیا اب کوئی ایسا شخص نہیں رہا جو مذہب اسلام کی حمائت کرے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ اے امیر المومنین ایسے لوگ ہیں۔ گو اس وقت ان کی زبانیں بند کر دی گئی ہیں۔ اور ان میں سے اکثر تو قید خانوں میں پڑے ہوئے سڑ رہے ہیں۔ ہارون الرشید نے علماء معتزلہ کو بلوایا۔ اور اس مسئلہ کا جواب پوچھا۔ انہی لوگوں میں سے ایک لڑکا بھی تھا۔ اس نے کہا یہ سوال ہی صحیح نہیں۔ کیونکہ ہر مخلوق حادث ہوتی ہے۔ اور خدا قدیم ہے اس لئے وہ اپنا مثل پیدا ہی نہیں کر سکتا۔ قدرت کا یہاں کوئی سوال نہیں۔ ہارون الرشید اس کے جواب سے کس قدر خوش ہوا۔ کہ اسی لڑکے کو مناظرہ کے لئے ہندوستان بھیجنا چاہا۔"

اس واقعہ کو درج کرنے سے صاحب البلاغ کا یہ مطلب ہے۔ کہ فقہا علم مناظرہ سے ناواقف اور انجان تھے اور علمائے معتزلہ خوب جانتے تھے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ دونوں گروہ ناواقف تھے۔ گروہ اول یعنی فقہا کے گروہ میں تو یہ نقص تھا۔ کہ وہ قرآن شریف کی آیات اور الفاظ کو ہی دلیل کے طور پر پیش کرتے تھے۔ اور گروہ دوم یعنی علمائے معتزلہ میں یہ خرابی تھی۔ کہ وہ ان دلائل اور براہین کو چھوڑ کر جو قرآن کریم کی آیات میں کسی بات کے متعلق ہیں اپنی ذہنی اور دماغی دلائل کو پیش کرتے تھے۔ اس طرح اگر گروہ اول فریق مخالف کے سامنے اس لئے ناکام رہتا تھا۔ کہ محض قرآن شریف کی آیت غیر مذاہب والوں کے لئے حجت نہیں ہو سکتی۔ تو دوسرا گروہ اس لئے ناکام رہتا تھا۔ کہ وہ اپنے مذہب سے ہٹ کر خود دلائل گھڑتا تھا جو دوسروں کے سامنے مذہب اسلام کو دلائل سے خالی قرار دیدیتا تھا۔ اور یہ طریق مناظرہ علمائے اسلام میں اس وقت تک جاری رہا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر اس میں یہ اصلاح فرمائی۔ کہ کسی مسئلہ کے متعلق قرآن کریم کی آیات اس لئے پیش نہیں کی جاتیں۔ کہ چونکہ

یہ خدا کا کلام ہے اس لئے یونہی مان لو۔ بلکہ یہ اپنے اندر دلائل اور براہین رکھتی ہیں۔ اور ہر ایک مسئلہ کے متعلق وہ دلائل دیتے جاتے ہیں جو ان میں بیان کئے گئے ہیں۔ کیونکہ وہ دلائل ایسے پختہ اور مضبوط ہیں۔ کہ جن کو رد کرنے کی کسی کو طاقت نہیں ہے۔ پس اس طرح آپ نے ان دونوں گروہوں کے نقص کو دور کرکے اسلام کی صداقت کو آشکارا فرمایا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ایک سوال کا جواب

اہلحدیث مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۱۶ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہم سے یہ سوال پوچھا ہے۔ کہ

"مرزا صاحب (بقول آپکے) مستقل نبی ہیں۔ ایسے کہ ان کے منکرین کافر ہیں۔ اور لاہوری پارٹی مرزا صاحب کو ان میں سے نبی نہیں مانتی۔ نہ ان کا وہ رتبہ جانتی ہے۔ کہ انکار سے کفر آتا ہو۔ اس لئے لاہوری پارٹی پر فتویٰ دیجئے کہ وہ کافر ہوئی یا نہیں۔"

خدا کی قدرت مولوی صاحب دوسروں پر کفر کا فتویٰ لگاتے لگاتے اپنے اوپر لگوا بیٹھے جس کا مفصل حال کسی گذشتہ پرچہ میں درج ہو چکا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ کفر بازی کے اتنے شائق ہیں کہ غیر مبائعین کے متعلق بڑی تاکید سے یہ فتویٰ پوچھتے ہیں۔ ہم مولوی صاحب کو بتلاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود اسی طرح کے نبی تھے جس طرح کے پہلے نبی ہوگذرے ہیں۔ اس لئے آپکے منکر اسی ذیل میں ہیں جس میں پہلے انبیاء کے منکر ہیں۔ باقی رہے وہ لوگ جو آپ کو صادق اور راستباز مانتے ہیں۔ آپکے احکام پر عمل درآمد کرتے ہیں۔ لیکن آپ کی نبوت کو مجازی یا اعزازی قرار دیتے ہیں۔ ان کے متعلق ہمارے امام مکرم کا جو خیال ہے۔ وہ آپکے الفاظ میں ہی سن لیجئے۔ جو آپنے ایک اثنا عشری کے اسی قسم کے سوال پر فرمائے تھے۔ آپنے فرمایا تھا۔ کہ "میرے نزدیک تو ابھی اصولی اختلاف نہیں ہوا کیونکہ جس کے مرتبہ کی نسبت جھگڑا ہے۔ اس کی صداقت کے تو دونوں گروہ قائل ہیں۔ اس کو اللہ کی طرف سے اور راستباز مانتے ہیں۔ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ پیشگوئیوں میں مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ ہے۔ حضور کے الہامات میں بھی نبی کا خطاب مانتے ہیں۔ جہاں جہاں حضرت اقدس نے اپنے لئے نبی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اسے بھی صحیح سمجھتے ہیں۔ صرف اس لفظ نبی کی تاویل کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس سے یہ مراد تھی۔ مثلاً لغوی یا اعزازی وغیرہ پس جب تک وہ اصل لفظ کے قائل ہیں اور حضرت مرزا صاحب کو ایک صادق اور راستباز مانتے ہیں۔ اس وقت تک میں ان کی اس قسم کی تاویلوں کو جو ایک نبی کو غیر نبی بناتی ہیں۔ ایک اجتہادی غلطی قرار دونگا اور انہیں احمدی ہی کہونگا۔ غیر احمدی نہیں باقی لوگوں کا حال اللہ کو معلوم ہے۔ آپ ہمارا ذکر جانے دیں۔ خود مسلمانوں میں کئی فرقے ہیں۔ ہر فرقے میں خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کے بارے میں انبیاء کے بارے میں ہزاروں اختلاف ہیں۔ ایک کے نزدیک ایک بات کفر ہے۔ دوسرے کے نزدیک وہی عین اسلام با ایں ہمہ جناب قرآن مجید و احادیث صحیحہ کو برحق مانتے ہیں۔ ان میں جو الفاظ آئے ہیں ان کے قائل ہیں۔ خواہ پھر تاویل کرکے کیا سے کیا بنا لیتے ہوں۔ ان میں اصولی اختلاف نہیں کہا جاتا۔ اسی طرح ہم میں اصولی اختلاف نہیں" (تشحیذ ماہ دسمبر ۱۵ء صفحہ ۴)۔ خلاصہ یہ کہ جب ہم کہتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس نبی ہیں۔ تو اس سے ہماری مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ آپ کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف تھے۔ اور اس درجہ کی کثرت دیگر مجددین اولیاء میں نہیں تھی۔ اور کثرت مکالمہ مخاطبہ کے وہ بھی قائل ہیں۔ پس ہم انہیں کافر کیوں کہیں۔

نبوت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دلیل

قرآن شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرب الٰہی کے چار درجے ہیں یعنی صالح۔ شہید۔ صدیق اور نبی اور انہی کو علمائے ربانی غوث قطب ابدال وغیرہ کے ناموں سے تعبیر کیا ہے یا یوں کہو کہ انہی میں سے اولیائے کرام غوث قطب ابدال وغیرہ کے مراتب سے مشرف ہوتے ہیں۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ ہم نے آج تک خاتم الاولیاء اور خاتم الانبیاء تو سنے اور پڑھے ہیں۔ مگر کوئی ولی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاتم الصالحین خاتم الشہداء یا خاتم الصدیقین کے نام سے موسوم نہیں سنا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ادنیٰ درجہ کا اختتام اعلیٰ درجہ کا آغاز ہوتا ہے۔ یعنی قدرتاً خاتم الصالحین شہادت کے مرتبہ پر خاتم الشہداء صدیقیت کے مرتبہ پر اور خاتم الصدیقین نبوت کے درجہ پر فائز ہو جاتا ہے۔ مگر چونکہ نبوت کے اوپر اور کوئی درجہ انسانی ترقی کا متصور نہیں۔ اس لئے خاتم الانبیاء کا درجہ قائم رہا۔ اور چونکہ ہر روحانی چیز کا انتہائی نقطہ ایک ہی ہوتا ہے۔ اس لئے صالح شہید اور صدیق تو بہت لوگ ہوئے اور ہوتے ہیں۔ مگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے نہ کوئی اور خاتم النبیین ہے اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ولایت کا مفہوم جو صالح شہید اور صدیق میں شامل ہے۔ صدیقیت کے انتہائی نقطہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ پھر جو خاتم ولایت ہوگا وہ ایک ہی ہوگا اور وہ نبی ضرور ہوگا۔ اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپکو وحی الٰہی سے خاتم الاولیاء قرار دیا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم آپ کو نبی نہ سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم الاولیاء کے مرتبہ عالی پر مامور اور نبی کے نام سے موسوم کیا۔ پس ہم کون ہیں جو تسلیم نہ کریں۔ اور آپ کو اس درجہ کا مستحق نہ سمجھیں۔ فقط

برکت علی سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ

دعوت الی الخیر

مارشیس میں تبلیغ احمدیت

جناب صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ قرآن شریف پڑھنے میں بعض احمدی توجہ کر رہے ہیں مسٹر نوریا اور محمد عظیم سات سپارے قرآن شریف کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور عربی گرامر بھی شروع کی ہوئی ہے اور محمد صدر علی بھی قرآن پڑھ رہا ہے اور عبد اللہ شاعر نے بھی قرآن شریف کا ترجمہ شروع کیا ہوا ہے۔ اور ایک ابوبکر نام نوجوان نے بھی قرآن بار ترجمہ شروع کیا ہے۔ اور بہت سے احمدی مجھسے اپنی کاپیوں میں سلسلہ کے دعویٰ معہ دلائل لکھواتے رہتے ہیں۔ اور اللہ کا یہ خاص فضل ہے کہ اب انہیں اتنی طاقت ہوگئی ہے کہ مولویوں کو چیلنج کرتے ہیں۔ اور قرآن اور حدیث کے سوا کسی حاشیہ یا انسانی نوٹ اور فائدہ کو وہ تسلیم نہیں کرتے۔ اور اس طرح سے مخالفوں کا منہ بند کر دیتے ہیں یہاں تک دوسری قوم اور مذاہب کے لوگ ہماری جماعت کی مدلل باتیں سنکر ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ غرضکہ محض خدا وند کریم کا فضل اور رحم ہے کہ روز بل میں جتنے عقلمند اور اچھے آدمی سمجھے جاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ہمارا مخالف نہیں۔ بعض تو کھلم کھلا جدا ہو گئے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ مل گئے ہیں۔ اور ہمارے ساتھ عید وجمعہ پڑھتے ہیں۔ اور ان کے پیچھے انہوں نے نماز ترک کر دی ہے۔ اور بعض ہمیں حق پر سمجھتے ہیں مگر ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں الیون کو بھی تک اپنے میں ہم شمار نہیں کرتے۔ اور اللہ کے فضل سے عورتیں بھی بعض احمدیوں کی ہماری طرف ہوتی جاتی ہیں۔ اور وہ بھی اپنے رشتہ داروں سے لڑتی جھگڑتی رہتی ہیں اور یہ خاص اللہ ہی کا فضل ہے کہ میری تقریر میں اللہ تعالیٰ نے جادو بھرا اثر رکھدیا ہے یہ میں فخر سے نہیں کہتا بلکہ اما بنعمت ربک فحدث بطور تحدیث بالنعمت عرض کرتا ہوں۔ اور صرف حضور کی دعاؤں کا اثر ہے ورنہ میں کیا اور میری بساط کیا۔ حضور نے اپنے ہاتھ سے لکھدیا تھا کہ اپنے علم کو بالکل چھوڑ کر خدا پر توکل اور بھروسہ کرنا اور اس سے ہر وقت یقین کے ساتھ دعا مانگنا ہوگا وہ اسی وقت الہام کر دیگا۔ اور سمجھا دیگا۔ میں تو اس معجزہ کو دیکھتا ہوں۔ ورنہ میں تو وہی ہوں جس نے کبھی قادیان میں زبان نہیں کھولی تھی۔ اور صرف جو شخص صاف اور سچے دل کے ساتھ بغض وکینہ کو نکال کر آتا ہے اور میری تقریر یا وعظ سنتا ہے تو بغیر اقرار کئے نہیں رہ سکتا کہ جو میں کہتا ہوں وہی بالکل صحیح ہے۔ اور پھر وہ کہتے ہیں کہ ہمارے تمام شکوک رفع ہو گئے ہیں اور دوبارہ آنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ اور صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ ہندو اور عیسائی بھی دلائل کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ میں نے ہال میں تین لیکچر دیئے ہیں ہستی باری تعالیٰ اور اسماء الحسنیٰ پر۔ سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اور انہوں نے تسلیم کیا کہ کبھی کسی مولوی نے پبلک میں لیکچر نہیں دیا۔ اور نہ کبھی دلائل سنائے ہیں اور ان کی باتیں کسی غیر مسلم کو سمجھ آ ہی نہیں سکتیں۔ چہ جائیکہ وہ انکو قائل بھی کر سکیں مولوی صاحب دیوبندی جس جہاز میں آتے ہیں اس میں ایک مارشین ہندو آریہ بھی تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ مولوی صاحب غیر مذاہب سے بات نہیں کر سکتے۔ اور جلدی ہی غصہ میں آجاتے ہیں۔ اور وہ جواب نہیں دیتے۔ حضور دعا فرماتے رہیں

تبلیغ احمدیت ایران میں

برادر فضل الدین صاحب کے خط کا یہ اقتباس ہمارے سامنے اس وسیع کام کا نقشہ پیش کرتا ہے جو ہم نے سر انجام دینا ہے۔ ان سطور سے ظاہر ہے کہ ایران میں احمدیت کی تبلیغ کے لئے خدا کے فضل سے راہیں کشادہ ہو رہی ہیں اور ہم عنقریب بہت سے دلوں کو اس کے قبول کرنے کے لئے تیار پائیں گے۔ جو ہماری طرح گورنمنٹ برطانیہ کے بھی نہایت وفادار جانثار ہونگے اور اس طرح یہ دونو گورنمنٹوں کے تعلق اور بھی مستحکم ہونگے

شیعہ مولوی صاحب خاص بوشہر میں رہتے ہیں جو یہاں سے پانچ چھ میل ہے جمعہ گذشتہ حسب وعدہ خود ان کے پاس گیا۔ برادرم فضل آلہی صاحب غیر احمدی ساتھ تھے۔ فارسی دیہاتی اچھی طرح بولتے اور سمجھتے ہیں۔ یہ اور دو تین ہندی اور تین چار ایرانی اسلامک ریویو اور مسلم انڈیا کے بھی خریدار ہیں۔ ایرانی خیالات کو مسیح موعودؑ کی بعثت کی کچھ خبر نہ تھی جس سے پتہ چلتا ہے کہ خواجہ کا مشن احمدیت کے کس قدر مطابق یا مخالف ہے بوشہر میں شیخ محمد علی صاحب کے مکان پر ہم دونو ان کے مہمان ہوئے وہیں مولوی صاحب جو شیخ صاحب کے دوست ہیں آگئے مجلس میں شیخ صاحب (ڈاکٹر) کا۔ ایک نوکر۔ مولوی صاحب وہ اور رئیس ایرانی اور ہم دو نو پنجابی تھے ۔

پہلے تو ادہر ادہر کی کچھ باتیں سب آدمی ایک دوسرے کے ساتھ کرتے رہے۔ میں دیہاتی فارسی سمجھ لیتا ہوں مگر اچھی طرح بول نہیں سکتا۔ شیخ صاحب انٹرپریٹر بنے اور اصل مطلب پر گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ یہاں کے اور پنجاب کے مولویوں میں کچھ فرق نہیں۔ ایک مسئلہ پر بات شروع کی جائے تو دو تین منٹ کے اندر اندر اس کو کھچڑی بنا دیتے ہیں۔ ایرانی مولوی صاحب نے تقریر شروع کی یونہی فضول۔ کوئی کتنی ہی باتیں بے سر و پا۔ دعاوی۔ دلائل۔ نتائج سب خلط ملط کر کے ایک جگہ رکھدیئے۔ جیسے لوہڑی پر ہندو لوگ عموماً لڑکیاں جلتی آگ میں قسم قسم کے بھنتے ہوئے اناجوں کے پھول۔ جلدی۔ جلدی۔ خیر میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب آپ کا علم تو میں جانتا ہوں۔ بہت ہے۔ اور حاضرین تو آپکو اچھی طرح جانتے ہیں۔ میری ایک عرض منظور فرمائیے۔ وہ یہ کہ آپنے حسب وعدہ خود اگر علامات ظہور مہدی کچھ تحریر فرمائی ہوں۔ تو بیاں فرمائیے۔ اس پر مولوی صاحب نے جواب دیا کہ وہ تو بہ سبب کثرت کار کے میں پرچہ مکمل نہ کر سکا۔

میں نے عرض کیا کہ آپ کس کس مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں فرمائیے کہ ذرا میں بھی اپنی نوٹ بک پر لکھلوں۔ مولوی صاحب نے خود بخود (میری خفیف سی تحریک پر) مندرجہ ذیل امور پر گفتگو کرنا منظور کیا۔ اور جمعہ کے روز معہ شیخ صاحب یہاں پر آنا منظور فرمایا۔ ۲۸ جنوری کو۔

مسئلہ	ثبوت بذمہ مولوی	بذمہ میرے	بدریعہ
مسیحؑ	زندہ چوتھے آسمان پر	فوت شد	قرآن کریم
مسیح ومہدی	دو۔ آسمان اور زمین پر	ایک	جہان سے کسیکی مرضی
مہدی	غائب کا ہر ہوگا	نیا پیدا ہوگا	"

شیخ صاحب اور بھائی فضل آلہی صاحب مولوی صاحب کو ہٹ دھرمی ہرگز نہیں کرنے دیتے۔ اور بات کی تہ تک

مولوی صاحب سے بھی پہلے پوچھتے ہیں۔ اور خوب سیانے آدمی ہیں۔ خدا کریم ان پر فضل فرمائے۔ اور ہدایت نصیب۔ آمین۔ بعد شرائط گفتگو طے ہونے کے مولوی صاحب نے فرمایا کہ مجھے اس شخص کے گمراہ ہونے کا سخت افسوس ہے۔ میں نے جواباً کہا کہ اسی طرح مجھکو بھی آپکے باوجود اس علم کے۔ مامور کو نہ پہچان کر جاہل رہجانے کا بہت ہی زیادہ سخت افسوس ہے اس پر مولوی صاحب نے شاید کیا کچھ کہا آخری الفاظ ان کے تھے کہ دعوے بزرگ کردہ است۔ میں نے کہا کہ انسان بھی ایسا ہی بزرگ اور پاک تھا جس نے تمام دنیا کو ہلا دیا۔ میری علمیت سے آپ واقف نہیں۔ البتہ اخی المکرم شیخ فضل احمد بٹالوی کلرک او کیمپ کو رمجھے خوب جانتے ہیں۔ لیکن باوجود اتنی کمزوری کے خدا کے فضل پر پورا پورا بھروسہ ہے کہ خلیفہ حق کی دعا سے مولا کریم کسی باطل کے سامنے شرمندہ نہ فرمائیگا

احمدیوں سے غیر احمدیوں کا سلوک

کسی گذشتہ پرچہ میں ہم اپنے ایک احمدی بھائی کے حالات درج کر چکے ہیں جس کے ساتھ غیر احمدی لوگوں نے بہت سخت سلوک کیا تھا۔ اسی ذیل میں ایک اور واقعہ لکھا جاتا ہے۔ ہمیں اطلاع ملی ہے۔ کہ ایک گاؤں میں چند احمدی ہیں۔ جو نہایت امن وامان کی زندگی بسر کرتے تھے۔ لیکن سنہ ۱۵ء میں جب پیر جماعت علی شاہ صاحب اس گاؤں میں آئے۔ تو انہوں نے سارے گاؤں میں ان بیچارے احمدیوں کے خلاف مخالفت کی آگ لگادی۔ اور تمام لوگوں کو ڈھنڈورہ کے ذریعہ کہدیا گیا کہ مرزائی لوگ کافر ہیں۔ ان کے ساتھ کھانا پینا کسی قسم کا سلوک کرنا بالکل حرام ہے۔ اس اشتعال کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ تمام گاؤں کے لوگوں نے احمدیوں کو مسجد میں نماز پڑہنے سے روک دیا۔ لیکن احمدی احباب جن کے رگ وریشہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی امن اور آشتی کی تعلیم رچی ہوئی ہے۔ باوجودیکہ اس مسجد میں انکا حق تھا۔ کیونکہ حصہ رسدی سے انہوں نے بھی روپیہ دیئے ہوئے تھے لیکن مخالفت کی وجہ سے وہ گھروں پر نمازیں پڑہتے رہے۔ لیکن اپنے اپنے گھروں پر نمازیں پڑہنے سے وہ لطف کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔ جو مسجد میں باجماعت نماز پڑہنے سے ہوتا ہے۔ نیز باجماعت نماز پڑہنے کی اسلام میں سخت تاکید کی گئی ہے۔ اس لئے احمدیوں نے اپنی علیحدہ مسجد بنانے کا ارادہ کیا۔ اور ایک احاطہ میں مصالح جمع کیا گیا۔ اور بنیادیں کھودی گئیں لیکن غیر احمدی لاٹھیوں سے مسلح ہو کر آگئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ جو شخص مسجد بنائے گا۔ اسے جان سے مار دیا جائیگا۔ بیچارے احمدی جو فتنہ وفساد سے کوسوں بھاگتے ہیں صبر کر کے اپنے گھروں میں چلے گئے۔ اور اپنی مظلومیت کی داستان عادل گورنمنٹ کے حکام کے سامنے لیگئے اب یہ مقدمہ ایک آنریری مجسٹریٹ صاحب کی عدالت میں دائر ہے۔ اور ہمیں امید واثق ہے۔ کہ احمدیوں کی ضرور حق رسی کی جائیگی۔

دوسرا واقعہ

اسی قسم کا ایک واقعہ علاقہ کشمیر میں بھی حال ہی میں ہوا۔ اس علاقہ کی جماعت احمدیہ کے سکرٹری صاحب رپورٹ کرتے ہیں کہ امسال بفضل خداوند کریم وبہ برکت ادعیہ حضرت خلیفۃ المسیح ہماری جماعت میں خاصی ترقی ہوئی۔ ایک شخص مسمی میر غلام رسول صاحب تاجر دکاندار چہار ماہ سے احمدی ہوا ہے۔ خدا کے فضل سے جوشیلہ احمدی ہے اس کے احمدی ہونے سے علاقہ میں سخت شور برپا ہوا اس کے والد میر غلام محمد (جو سلسلہ سے حسن ظن رکھتا ہے۔ مگر بیعت نہیں کی) کی غیر احمدیوں سے کچھ بحث ہوئی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ چند لوگ نماز کے بعد مسجد میں شور کرتے اور غیر اللہ سے مدد مانگتے۔ انہوں نے کہا اوراد کے بہانے سے ایسا کرنا جائز نہیں۔ اور نہ غیر اللہ سے استعانت جائز ہے چنانچہ اس نے انہی غیر احمدیوں کے مفتی کا ایک فتویٰ پیش کیا۔ جس نے لکھدیا تھا۔ کہ جہراً اوراد پڑہنے درست نہیں۔ اور استعانت کا یہ طریق بھی غیر مشروع ہے۔ یہ فتویٰ واپس لیکر چند غیر احمدی مفتی مذکور کے پاس گئے۔ اور اس پر زور دیا۔ کہ یہ فتویٰ بدل دو۔ چنانچہ اس نے جھٹ اپنی رائے بدل لی۔ اس پر وہ مفتی مذکور کو ساتھ ہی لے آئے۔ بعد نماز صبح میر غلام محمد کو مفتی نے بلایا۔ اور کہا کہ تمہارا لڑکا میر غلام رسول مرزائی ہے تم بھی توبہ کرو۔ اور وہ بھی توبہ کرے جس پر میر غلام نے کہا اچھا پہلے مفتی صاحب میرے لڑکے کے ساتھ گفتگو کریں۔ بعد مباحثہ جب وہ لاجواب ہو جاویں تو پھر ہم دونوں استغفار کرینگے۔ اگر میرا لڑکا لاجواب ہو کر توبہ نہ کریگا۔ تو پھر میں اپنے گھر سے اس کو نکالدونگا بشرطیکہ منصفانہ گفتگو کی جائے۔ مجھکو ابھی تک مرزا صاحب پر اچھا اعتقاد ہے۔ ایک دو بات کا اختلاف ہے۔ وہ بھی صاف ہونے پر بیعت کرونگا۔ اس کے بعد میر غلام رسول کو مسجد میں مفتی کے ساتھ گفتگو کرنے کے واسطے بلایا گیا وہاں مفتی نے بل رفعہ اللہ پڑھکے حضرت عیسیٰ کا آسمان پر جانا ثابت کرنا چاہا۔ میر غلام رسول نے ایک کتاب سے لفظ رفع پر بحث دکھائی جس پر مفتی نے کوئی گریز کی اور وہ نہ دیکھکر جھٹ کہہ دیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) اس کتاب پر پیشاب کرونگا۔ تم مرزائی سب کافر ہو۔ جو تم کو کافر نہیں کہیگا وہ بھی کافر ہے۔ اس پر میر غلام رسول نے سب لوگوں کو کہا دیکھو بھائی یہ کتاب ایسی ہے۔ کہ قرآن شریف کی آیتوں اور حدیثوں سے پُر ہے۔ اب اس نے اس کتاب پر پیشاب کرنا کہا ہے۔ خود غور فرماؤ کہ یہ کیا بات ہے جب عوام کو معلوم ہوا کہ میر غلام رسول نے مفتی مذکور کو لاجواب کر دیا ہے تو انہوں نے ایک حیلہ بنایا کہ چلو ہم میدان میں جاکر تمہارے ساتھ بحث کریں۔ اس طرح وہ بھاگ نکلا۔ اس کے بعد اسی روز مفتی مذکور نے تمام دیہات والوں کو اعلان کر کے جمع کرایا۔ سرراہ میں منبر بچھا کر وعظ کیا اور احمدیوں پر عوام کے سامنے تکفیر کا حکم دیا ہے۔ بہ تفصیل ذیل باتیں بیان کیں

جو وفات عیسیٰ کا قائل ہے کافر ہے۔ جو جسمانی معراج کا منکر ہے کافر ہے۔ جو لمبی نمازیں پڑہیگا کافر ہے۔ جو سبحان ربی العظیم یا سبحان ربی الاعلیٰ رکوع سجدہ میں تین بار سے زیادہ پڑہیگا کافر ہے اور جو نماز میں دعا جہراً مانگے یا لاالٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین پڑہے کافر ہے۔ وغیرہ وغیرہ بہت کچھ وعظ کیا اس کے بعد میر غلام رسول ہمارے گاؤں میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے آیا بہت سے لوگ اس کو تنگ کرتے تھے۔ اس طرح سخت مخالفت برپا ہوئی واعظ ابھی ہمارے گاؤں کے اردگرد وعظ کرتا پھرتا ہے لوگوں کو مخالفت پر اکساتا ہے۔ مگر میر غلام رسول احمدی ایک دوکاندار اور تاجر ہے۔ اس وعظ سے اس کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی

فرمودہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۶ء

الیوم احل لکم الطیبٰت وطعام الذین اوتوا الکتٰب حل لکم وطعامکم حل لھم - والمحصنٰت من المومنٰت والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم اذا اٰتیتموھن اجورھن محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان - ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ وھو فی الاٰخرۃ من الخٰسرین (۵-۷)

اس آیت کریمہ میں جو میں نے ابھی پڑھی ہے۔ اسلام کے سوا باقی جس قدر مذاہب ہیں۔ان کے دو حصے کئے گئے ہیں۔ اور انمیں سے ایک کا نام "اہل کتاب" رکھا ہے۔ اور دوسرے کا جیسا کہ دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے۔مشرک نام یعنی جو کسی آسمانی کتاب کو مانتے ہیں۔ انہیں اہل کتاب کہا گیا ہے۔اور جو کسی کتاب کو نہیں مانتے۔ انہیں مشرکین قرار دیا گیا ہے۔ اور ان دونوں کے ساتھ معاملہ اور برتاؤ کرنے میں فرق رکھا ہے بعض لوگوں کو اس فرق سے یہ دہوکا لگا ہے کہ چونکہ قرآن شریف میں بار بار اہل کتاب کے نام سے ایک گروہ کو پکارا گیا ہے۔ اسلئے انہیں قرآن شریف نے کافر قرار نہیں دیا۔ حالانکہ قرآن شریف کی ان آخری سورتوں سے ہی جن کو لوگ نماز میں پڑھنے کے لئے یاد کرتے ہیں۔ اہل کتاب کا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ سورہ بینہ شروع ہی اسطرح سے ہوتی ہے کہ لم یکن الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین منفکین حتیٰ تاتیھم البینۃ۔ تو اہل کتاب کو بھی کفر کرنے والے قرار دیا گیا ہے

تھوڑے ہی دن ہوئے کہ میرے سامنے ایک غیر احمدی کا سوال پیش کیا گیا ہے کہ قرآن شریف تو اہل کتاب کو بھی کافر نہیں کہتا مگر تم لوگ ہم کو کافر کہتے ہو۔ حالانکہ ہم تمہارے بہت قریب ہیں۔ ایک مسیحی جو اہل کتاب ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہتا ہے۔ قرآن شریف کو جھوٹا مانتا ہے۔اور اسکے ساتھ مسلمانوں کا نہ صرف فروع میں ہی فرق ہے بلکہ اصول تک میں بھی اختلاف ہے۔ لیکن وہ کافر نہیں تو کیا وجہ ہے کہ غیر احمدی جو نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور حج کرتے ہیں۔اور اسلام کے اصولوں کے منکر نہیں ہیں انکو تم کافر قرار دیتے ہو۔ میرے نزدیک اس کا سوال کم سمجھی کا نتیجہ ہے۔ قرآن مجید صاف طور پر اہل کتاب اور مشرکین دونوں کو کافر قرار دیتا ہے جیسا کہ میں نے ابھی ایک آیت سے بتایا ہے۔ ہاں ان میں امتیاز کرنے کے لئے ان کے دو نام رکھ دئے ہیں یعنی ایک اہل کتاب اور دوسرے مشرک۔ پس کافر ہونے کے لحاظ سے ان دونوں میں کوئی تخصیص نہیں جیسے کافر اہل کتاب ہیں ویسے ہی مشرک بھی ہیں۔ البتہ کافر ہونے کی حالت میں ہی انکی دو قسمیں کر دی گئی ہیں۔ ہم بھی اسی لحاظ سے غیر احمدیوں کو مشرک کافر نہیں کہتے بلکہ اہل کتاب کافر کہتے ہیں۔ اور جو تخصیص قرآن شریف نے مشرکوں کے مقابلہ میں اہل کتاب سے رکھی ہے۔ وہی ہم غیر احمدیوں سے رکھتے ہیں۔ اور ہم تو خواہ کسی کتاب کے الہامی ماننے والے ہوں۔ انہیں بھی اہل کتاب ہی کہتے ہیں۔ غرض کافر تو اہل کتاب اور مشرک دونوں ہوتے ہیں۔لیکن امتیاز کے لئے انکی الگ الگ شاخیں قرار دے دی گئی ہیں۔ ایک اہل کتاب کافر اور دوسرے مشرک کافر۔ اور ان دونوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں فرق رکھا گیا ہے جو یہ ہے کہ اہل کتاب کی نسبت خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ احل لکم الطیبٰت وطعام الذین اوتوا الکتٰب حل لکم۔ وطعامکم حل لھم ان کا تیار کیا ہوا طعام تمہارے واسطے کھانا جائز ہے۔ اور تمہارا پکا ہوا کھانا انکے لئے۔ اس سے زیادہ یہ کہ اہل کتاب کا ذبیحہ کھانا بھی جائز ہے۔ اسی طرح اگر کوئی اہل کتاب اپنی لڑکی کسی مسلمان کو بیاہ دینے کے لئے تیار ہو تو اس سے نکاح کر لینا جائز ہے لیکن ایک مشرک جسکی یہ تعریف ہے کہ وہ کسی الہامی کتاب کے ماننے کا دعویدار نہ ہو۔ اسکے متعلق یہ باتیں جائز نہیں ہیں یعنی نہ تو انکے کھانے کوئی مسلمان کھا سکتا ہے۔ اور نہ ان کی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے۔ بس یہ فرق ہے۔ اہل کتاب اور مشرکین میں۔

اب یہ سوال ہو سکتا ہے کہ یہ فرق کیوں رکھا گیا ہے چونکہ اب ایک اور نیا گروہ اہل کتاب کا نکلا ہے۔ یعنی غیر احمدی۔ اس لئے انکی طرف سے یہ سوال ہوتا ہے۔ چنانچہ پہلا سوال کرنیوالے نے ہی ایک یہ بھی کیا ہے کہ اہل کتاب اور غیر اہل کتاب کے ساتھ سلوک کرنے میں فرق کیوں رکھا گیا ہے۔ برہمو جو کسی کتاب کو نہیں مانتے وہ تو اہل کتاب نہیں ہیں۔ حالانکہ وہ شرک نہیں کرتے۔ اور عیسائی جو اہل کتاب ہیں وہ اتنا بڑا شرک کرتے ہیں کہ جس کی نسبت خدا تعالےٰ بھی فرماتا ہے۔ کہ قریب ہے کہ ان کے اس شرک کی وجہ سے آسمان پھٹ پڑے۔ لیکن باوجود اس کے وہ تو اہل کتاب ہیں۔ اور برہمو کے مقابلہ میں انکے ساتھ معاملات میں بڑا فرق رکھا گیا ہے۔ میرے نزدیک اس فرق میں بہت بڑی حکمتیں ہیں۔ جن کے سمجھنے کے لئے پہلے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئیے کہ سوائے اس مذہب کے جو اپنے وقت کے لوگوں کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے ہدایت کے لئے مقرر ہوتا ہے۔ باقی سب مذاہب جن کی اصل ہی کوئی نہ ہو یا ابتدا تو درست ہوں لیکن بعد میں خراب ہو گئے ہوں۔ شرک سے کبھی خالی نہیں ہوتے۔ کیونکہ کوئی مذہب اُسی وقت بگڑتا ہے۔ جب اس کے پیروان صفات الٰہیہ کے سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں۔ اور جب صفات الٰہیہ کے سمجھنے میں نقص پیدا ہو گا۔ تو ساتھ ہی شرک پیدا ہو گا۔ پس کوئی جھوٹا مذہب شرک کی آمیزش سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اور جو مذہب شرک کی آمیزش سے بکلی پاک ہے وہ ضرور سچا ہے۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ بعض جھوٹے مذاہب میں شرک ظاہر طور پر ہو اور بعض میں مخفی طور پر ٭

اب جبکہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ شرک تمام جھوٹے مذاہب میں ہوتا ہے۔ اور قرآن کریم سے بھی ثابت ہے کہ مسیحی اور یہودی جن کو نام لیکر اہل کتاب کہا ہے وہ مشرک ہیں جیسا کہ فرمایا کہ:- وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصٰری المسیح ابن اللہ یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ پھر اسی ذکر کے ساتھ دوسری آیت میں فرمایا۔ کہ سبحانہ عما یشرکون۔ پس قرآن کریم کے نزدیک سوائے اسلام کے سب مذاہب میں شرک ہے۔ اور جسطرح غیر اہل کتاب مشرک ہیں۔ اسی طرح دوسرے لوگ بھی مشرک ہیں۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اسلام کے سوا سب ہی مشرک ہیں تو پھر ناموں میں کیوں فرق کیا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ ناموں میں فرق شناخت کے لئے کیا جاتا ہے کہ ایک جماعت دوسری سے الگ ہو جائے اور پہچانی جائے۔ تمام نام اسی لئے رکھے جاتے ہیں تا ایک چیز دوسری چیز سے علیحدہ معلوم ہو جائے۔ اور لوگ اُسے شناخت

کر سکیں۔ چونکہ اللہ تعالےٰ چاہتا تھا کہ ان مذاہب میں جو کسی کتاب کو آسمانی مانتے ہیں۔ اور ان میں جو کسی الہامی کتاب کو نہیں مانتے۔ فرق کیا جائے۔ اور کسی آسمانی کتاب کے ماننے والوں سے بعض نرمیاں کی جائیں۔ اسلئے اُن کا ایک الگ نام رکھا تاکہ فوراً اس نام سے ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ گروہ فلاں فلاں رعایات کا مستحق ہے۔ اور نام میں اس خصوصیت کو بیان کر دیا۔ جو اس میں پائی جاتی ہے۔ یعنی اہل کتاب ہونا۔ پس جسطرح انسان حیوانوں میں سے ہی ہے۔ لیکن دوسرے حیوانوں سے فرق کرنے کے لئے اسے انسان کہدیتے ہیں۔ یعنی وہ اُنس رکھنے والا ایک خدا سے۔ اور ایک بندوں سے۔ اور یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو اور جانوروں میں نہیں پائی جاتی۔ اسیطرح اہل کتاب گو مشرک مذاہب میں سے ہی ہیں۔ لیکن انکو اہل کتاب اس خصوصیت کے اظہار کے لئے کہا گیا۔ جو ان کے سوا دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی۔ اور جسطرح حیوانوں میں سے بعض حیوانوں کو انسان کہنے سے وہ جانداروں کی فہرست سے خارج نہیں ہو جاتے۔ اسی طرح مشرکوں میں سے بعض مشرکوں کو اہل کتاب کہنے سے وہ مشرکوں کی فہرست سے خارج نہیں ہو جاتے ہاں صرف انکی ایک خصوصیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ کیوں اہل کتاب کے ساتھ دوسرے مذاہب کی نسبت نرم معاملہ کا حکم دیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے، کہ خدا تعالیٰ کبھی کسی کی ذرا سی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ اور جس کسی میں جسقدر بھی نیکی ہوگی اس کا اسے ضرور بدلہ دیتا ہے۔ اسلام میں ایک سچے مومن کے لئے خدا تعالیٰ نے کچھ نشان مقرر کئے ہوئے ہیں۔ اور وہ یہ کہ وہ خدا پر ایمان لائے۔ فرشتوں۔ کتابوں اور نبیوں پر ایمان رکھتا ہو۔ پھر خیر و شر۔ جزا و سزا بہشت و دوزخ پر ایمان لاتا ہو۔ لیکن اور کوئی جو ان باتوں میں سے جسقدر زیادہ کو مانتا ہے اسیقدر وہ اسلام کے قریب ہوتا ہے اسلئے ایک ایسا شخص جو کسی کتاب کو مانتا ہے۔ بہ نسبت اسکے جو کسی کتاب کو نہیں مانتا۔ اسلام کے قریب ہے۔ کیونکہ ایک انسان جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آنے والی کسی کتاب کو بھی نہیں مانتا وہ الہام کا بھی قائل نہیں ہوتا۔ اور جب الہام کا قائل نہیں ہوتا۔ تو انبیاءؑ کا بھی قائل نہیں ہوتا۔ کیونکہ نبی وہی ہوتا ہے جسکو الہام ہوتا ہو لیکن جب الہام ہی نہ ہوا تو کوئی نبی کہاں ہوا۔ اس لئے ایک مشرک صرف خدا تعالےٰ کا قائل ہوتا ہے۔ لیکن اہل کتاب خدا اور نبیوں کا قائل ہوتا ہے یعنی مشرک سے ایک درجہ آگے ہوتا ہے،

پھر ایسے لوگ جو الہام کے قائل نہیں ہوتے۔ وہ فرشتوں کو بھی نہیں مانتے کیونکہ الہام فرشتہ کے ہی ذریعہ ہوتا ہے۔ پس جو قوم نبیوں کو بھی مانتی ہے۔ اور فرشتوں کو بھی مانتی ہے ضرور ہے۔ اسکے مقابلہ میں ایک ایسی قوم جو نہ نبیوں کو مانتی ہے اور نہ فرشتوں کو کم درجہ رکھتی ہو۔ اور پہلی میں دوسری کی نسبت ایمان کی زیادتی ہو۔ چونکہ خدا تعالیٰ کسی کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ جسقدر کسی کا زیادہ ایمان ہوتا ہے۔ اسی قدر اُسے زیادہ فائدہ پہنچاتا ہے۔ اسلئے اہل کتاب کو جن میں مشرکین سے زیادہ ایمان ہے اسی دُنیا میں مسلمانوں کے زیادہ قریب رکھ دیا۔ کیونکہ غیر اہل کتاب یعنے مشرکین میں سے بہت سے ایسے لوگ ہوں گے جو خدا تعالےٰ کے قائل نہیں ہوں گے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کے قائل ہونگے تو الہام کے نہیں ہونگے۔ اور جب الہام کے قائل نہیں ہونگے تو انبیاء اور ملائکہ کے بھی نہیں ہوں گے۔ لیکن جو اہل کتاب ہیں خواہ کسی کتاب کے ماننے والے ہیں۔ وہ خدا۔ نبیوں اور اکثر حصہ فرشتوں کے بھی ضرور قائل ہوں گے۔ بعض ایسے بھی ہیں۔ جو فرشتوں کو نہیں مانتے۔ لیکن بہت کم۔ تو اہل کتاب میں چونکہ مشرکین کی نسبت ایمان کے تین جزو زیادہ ہیں۔ یعنی وہ (۱) نبیوں (۲) کتاب پر اور (۳) ملائکہ پر ایمان لاتے ہیں۔ اسوجہ سے ان کے ساتھ سلوک میں زیادتی رکھی گئی ہے۔ ان کی لڑکیوں کا نکاح میں لینا اسلئے جائز رکھا گیا ہے تاکہ اسطرح ان کے ساتھ مودت اور پیار بڑھے۔ کیونکہ جس کی لڑکی کسی کے ہاں آئے گی۔ ضرور ہے کہ اسکے تعلقات بھی اس سے بڑھیں۔ اس سلوک کے ذریعہ اہل کتاب کے ساتھ خدا تعالیٰ نے تمدنی اور معاشرتی تعلقات کو مضبوط کیا ہے۔ اسیطرح کھانا کھلانا ہے۔ جب کوئی کسی کے ہاں کھانا کھائیگا۔ تو ضرور ہے کہ انکی آپس میں محبت اور اُلفت بڑھے اور ان کے دنیاوی تعلقات مضبوط ہوں۔ پس ایک وجہ تو اہل کتاب کے ساتھ خصوصیت سے سلوک کرنے کی یہ ہے۔ اور دوسری یہ ہے کہ وہ انسان جو خدا تعالےٰ کا تو قائل ہے۔ لیکن کسی بات کو نہیں مانتا۔ اس کے اعمال کی کوئی حد بندی نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ سب کام اپنی عقل کے مطابق کرنے چاہئیں۔ اگر اسکی عقل میں چوری کرنا ناجائز ہے تو ناجائز ہے۔ لیکن اگر اسکی عقل اسکے جائز ہونے کا فتوےٰ دیتی ہے تو اسکے لئے جائز ہے کیونکہ وہ آپ ہی خدا ہوتا ہے۔ اور آپ ہی اچھی بُری چیز کا فیصلہ کرتا ہے۔ مثلاً اگر بیٹھے بیٹھے اس کے خیال میں یہ

بات آجائے کہ فلاں آدمی کو قتل کر دینا ایک بہت عمدہ بات ہے تو اب اس کے لئے اسکے قتل کے جواز کا فتوےٰ مل گیا۔ کیونکہ کوئی شریعت اسکے لئے نہیں ہے جو اسے اِس بات سے روکے۔ اور اس کی حد بندی کرے۔ لیکن اگر کوئی کسی کتاب کے ماننے والا ہو تو اس کے یہ کہنے پر کہ میں فلاں کتاب کو مانتا ہوں۔ فوراً پتہ لگ جائے گا کہ اسکے خیالات کیا اور کس حد کے اندر ہوں گے۔ اور اگر کوئی کسی کتاب کو بھی نہ مانتا ہو تو اس کے خیالات کا بالکل کوئی پتہ نہیں لگیگا۔ اسلام چونکہ ایسی باتوں کو سخت ناپسند کرتا ہے جنمیں کوئی حد بندی نہ ہو۔ اور نہیں چاہتا کہ مسلمان ایسے لوگوں سے تعلق رکھیں۔ جنکے حالات اور خیالات کا انہیں پتہ نہ ہو۔ اِس لئے اس قسم کے لوگوں کے ساتھ اسلام نے تعلق رکھنے کی اجازت نہیں دی ہاں جن لوگوں نے اپنے آپ کو کسی کتاب کے ماتحت کر دیا ہے۔ اور اس کتاب کے ذریعہ ان کے خیالات کی حد بندی ہو گئی ہے ان سے اجازت دیدی ہے۔ کیونکہ ایک یہودی ایک عیسائی اور ہندو کے خیالات اور حالات کا دائرہ معلوم ہوتا ہے۔ اور آسانی سے اِس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انکی ہر ایک بات اس دائرہ کے اندر اندر ہوگی۔ لیکن ایک ایسا شخص جو کسی کتاب کا قائل ہی نہیں۔ اس کے خیالات کے دائرہ کا کوئی علم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے لئے کوئی دائرہ مقرر نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ہر وقت خود نیا دائرہ تجویز کرتا ہے۔ اور ایسا شخص معاملات میں بہت خطرناک ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ بعض لوگ کہدینگے۔ کہ ایک مسلمان کہلانیوالا بھی اپنے دائرے کو اِسقدر وسیع کرتا ہے کہ سب کچھ ہی اس کے اندر آجاتا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ ایسا شاذ و نادر ہوتا ہے ورنہ اکثر ایک مذہب کے ماننے والے کا حال اس کے اپنے اقرار سے معلوم ہو جاتا ہے۔ اور ایسے شخص کی بدیاں بھی محدود ہی ہوتی ہیں تو اسلام نے اِس بات کو مدنظر رکھ کر اہل کتاب کے ساتھ تو اِس قسم کے تعلقات رکھنے کی اجازت دیدی ہے۔ لیکن غیر اہل کتاب کے ساتھ نہیں دی۔ اگر کوئی مسلمان ایک عیسائی یا یہودی یا ہندو عورت سے شادی کرتا ہے تو وہ اسکی نسبت جانتا ہے کہ یہ کچھ اِس کے خیالات ہوں گے۔ اور اِسطرح کریگی۔ مثلاً یہ کہ ان مذاہب میں جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اس لئے اگر وہ اپنے مذہب کی پابند ہوگی تو اس سے پرہیز کرے گی۔ لیکن اگر کوئی دہریہ یا برہمو عورت ہو۔ اور وہ جھوٹ بولے تو اس کا مذہب اُسے اِس سے نہیں روکیگا۔ کیونکہ درحقیقت اس کا مذہب اسکی اپنی عقل ہے۔ اور وہ

پہلے بنائے ہوئے قواعد کو اپنے ذہنی خیالات سے ہر وقت توڑ سکتی ہے اور نئے اصول تجویز کر سکتی ہے ۔

پس چونکہ ہر ایک اہل کتاب کے خیالات اور حالات کا دائرہ معلوم ہو جاتا ہے۔ اس لئے ان کے ساتھ تعلق رکھنے کی اسلام نے اجازت دیدی ہے۔ لیکن غیر اہل کتاب کا چونکہ معلوم نہیں ہوتا۔ اسلئے ان کے ساتھ تعلق رکھنے کی اجازت نہیں دی۔ کیونکہ ان سے تعلقات رکھنے سے خطرناک نقصانات کا احتمال ہے۔ اور اسلام ایسی بات کے کرنے سے روکتا ہے۔ جس میں نقصان زیادہ اور نفع کم ہو چونکہ اس میں نقصان زیادہ ہے۔ اسلئے اس سے روک دیا۔ اور یہ اسلام کی مسلمانوں پر ایک بہت بڑی رحمت ہے تو یہ دو وجوہات ہیں جن کے لئے اہل کتاب کا حق غیر اہل کتاب کی نسبت زیادہ رکھا گیا ہے۔ اور ان کے ساتھ سلوک کرنے میں یہ فرق قرار دے دیا ہے ۔

اسی کے متعلق ایک اور سوال اس شخص نے کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ جب قرآن شریف نے اہل کتاب اور غیر اہل کتاب میں اسلئے فرق رکھا ہے کہ انکی ایمانیات میں فرق ہے تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہندوؤں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ سلوک کرتے میں بھی فرق نہیں رکھا گیا۔ کیونکہ ایمانیات کے لحاظ سے تو ان میں بھی ایک دوسرے سے فرق ہے۔ عیسائی یہودیوں کی نسبت اور یہودی ہندوؤں کی نسبت اسلام سے قریب ہیں۔ اور پھر غیر احمدی ان سب کی نسبت احمدیوں کے قریب ہیں تو کیا وجہ ہے انکے ساتھ بھی اسی لحاظ سے سلوک میں فرق نہیں رکھا گیا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یہ سوال اسلئے کیا ہے کہ اس نے دنیا کے معاملات اور خدا تعالیٰ کے افعال پر غور نہیں کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ سہو اور کام کے چلانے کے لئے کچھ دائرے اور حدود مقرر کی جاتی ہیں۔ اور گو ان دائروں کے اندر آنے والے افراد میں کچھ نہ کچھ فرق ہوتا ہے۔ لیکن وہ سب اسی ایک ہی دائرہ میں سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً آدمیوں اور گدھوں میں امتیاز کے لئے ایک حد مقرر ہے۔ مگر آدمیوں میں بھی بعض گدھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ بعض بیوقوفوں کو لوگ گدھے کہتے ہیں۔ لیکن اگر کہیں بہت سے آدمی بیٹھے ہوں اور ان میں ہی کچھ ایسے لوگ بھی ہوں۔ جن کو گدھے کہا جاتا ہے تو ان سب کو گننے والا ان انسان گدھوں کو بھی انہیں میں شمار کریگا نہ کہ انہیں گدھے قرار دیکر ان سے خارج سمجھیگا۔ اسی طرح ہر ایک چیز میں ہوتا ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ کوئی دو چیزیں ایک ایسی نہیں ہو سکتیں۔ اور کوئی دو چیزیں بالکل ایک ہی رنگ کی ایک ہی شکل کی۔ ایک ہی قد و قامت کی نہیں ہو سکتیں ایک ہی اخلاق اور ایک ہی طبیعت کے دو آدمی نہیں ہو سکتے پھر ایک ہی نسل ایک ہی آواز کے دو آدمی نہیں مل سکتے مگر ضرور کچھ نہ کچھ ان میں فرق ہو گا۔ پس اگر فرق کے لحاظ سے ہر ایک انسان اور ہر ایک چیز کا نام الگ الگ قرار دیا جاتا تو نہ معلوم کس قدر ان کے نام ہو جاتے جس سے انتظام دنیا میں بہت ہی ابتری پھیل جاتی۔ پھر کوئی دو کافر اور دو مومن اعمال کے لحاظ سے ایک دوسرے کے بالکل برابر نہیں ہو سکتے اسلئے ہر ایک کے لئے الگ الگ نام ہونا چاہیئے تھا۔ پھر عیسائیوں یہودیوں اور ہندوؤں میں تو ایک دوسرے سے بڑا ہی فرق ہے اسلئے ان میں سے ہر ایک کا بھی علیحدہ نام ہوتا۔ پھر اسلام کے فروعات کے لحاظ سے ہر ایک مسلمان میں فرق ہو گا۔ اسلئے ہر ایک کے ساتھ سلوک اور تعلق کے لئے الگ الگ قاعدہ قرآن شریف میں بتایا جاتا۔ لیکن اس کے لئے موجودہ قرآن شریف کیا اگر اس سے کروڑ گنا بھی زیادہ ہوتا۔ تو بھی اس میں یہ سب باتیں نہ آسکتیں کہ فلاں کے ساتھ فلاں سلوک کیا جاوے اور فلاں کے ساتھ فلاں۔ تو یہ کہنا کم فہمی کا نتیجہ ہے دنیا میں ہی دیکھ لو۔ ہر ایک قسم کے لئے ایک حد بندی ہوتی ہے اور باوجود اسکے افراد کے اختلاف کے سب کو اسی میں سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً سکول کے لڑکے ایک ہی امتحان دیتے ہیں لیکن ان کے لئے الگ الگ ڈویژن مقرر ہوتے ہیں۔ اور پھر ان ڈویژنوں میں پاس ہونیوالے لڑکوں میں بھی فرق ہوتا ہے مثلاً فرض کرلو۔ کہ تھرڈ ڈویژن میں پاس ہونیوالوں کے لئے یہ حد ہے کہ جو ایک سو سے دو سو تک نمبر حاصل کرے وہ اس ڈویژن میں پاس ہو گا۔ اب جو لڑکے ۱۰۱ یا ۱۰۲ یا ۱۰۳ یا ۱۰۴ اور اسی طرح دو سو تک نمبر لینگے۔ وہ سب تھرڈ ڈویژن میں ہی پاس ہونیوالے سمجھے جائینگے نہ کہ ہر ایک کے فرق کے لحاظ سے اس کیلئے الگ ڈویژن مقرر ہو گا۔ (چونکہ سوال کرنیوالا ایک طالب علم ہے اسلئے میں نے یہی مثال دی ہے) اسی طرح الٰہی قانون ہے۔ خدا تعالیٰ نے تمام انسانوں کا نام انسان رکھا ہے۔ حالانکہ ان میں ایک دوسرے سے ضرور کچھ نہ کچھ فرق ہوتا ہے۔ ہاں کچھ فرق بڑے ہوتے ہیں اور کچھ چھوٹے۔ خدا تعالیٰ نے بڑے فرقوں کے لحاظ سے الگ الگ نام رکھ دیا ہے۔ پس اس لحاظ سے اہل کتاب کا ایک ہی نام ہے۔ باقی رہی ہر ایک کی حالت۔ سو اس کے مطابق اس سے سلوک ہوتا ہے۔ اگر کوئی ایسا اہل کتاب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتا ہے یا قرآن شریف کی بے ادبی کرتا ہے تو کبھی کوئی سچا مسلمان یہ پسند نہیں کریگا کہ اسکی لڑکی اپنے نکاح میں لے یا اسکے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھائے۔ اس قسم کا سلوک ہر ایک کی حالت کے مطابق ہو گا۔ لیکن اسلام نے ایک اصول کے رنگ میں ان میں اور غیر اہل کتاب میں فرق رکھ دیا ہے۔ ایک غیر احمدی اور ایک مسیحی میں بلحاظ اس کے کہ وہ بھی نبیوں کو مانتا ہے۔ اور ایک عیسائی بھی نبیوں کو مانتا ہے۔ کوئی فرق نہیں ہے۔ ہاں انبیاء کے افراد کا خیال کریں تو فرق معلوم ہوتا ہے یعنی ایک عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مسیح موعود دونوں کو نہیں مانتا۔ اور ایک غیر احمدی صرف حضرت مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ اسلئے کچھ فرق تو ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک کسی گروہ کا نام رکھنا بڑے فرق کی وجہ سے ہوتا ہے اور اگر چھوٹے چھوٹے فرقوں پر بھی نام رکھے جائیں تو دنیا کا کوئی کام بھی نہ چلے۔ اور اہل دنیا کے لئے یہ ایک بہت ضرر دہ بات ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی ضرر دینے والی بات نہیں آتی پھر مسلمانوں میں ہی کئی فرقے ہیں۔ لیکن سب مسلمان ہی کہلاتے ہیں یہ کوئی نہیں کہتا کہ ان کے نام الگ الگ کیوں نہیں رکھے گئے ہم کہتے ہیں کہ اگر اسطرح نام رکھے جاتے تو کام ہی نہ چلتا۔ اصل بات یہ ہے کہ بڑے بڑے اختلاف کی وجہ سے نام رکھے جاتے ہیں۔ اور اگر اس معترض کو برا لگتا ہے کہ کوئی اُسے حق سے دور کیوں قرار دیتا ہے تو ہم کہتے ہیں ہم کب چاہتے ہیں کہ کوئی حق سے دور ہو ہم بھی تو یہی چاہتے ہیں کہ سب لوگ حق کو قبول کرلیں اور ہم میں مل جائیں پس جسے یہ بات بری لگتی ہے اُسے چاہیئے کہ وہ حق کو قبول کرلے پھر اُسے کبھی ہم حق سے دور نہ کہینگے ہمیں کسی کو کافر کہنے کا شوق نہیں۔ ہاں اگر کوئی اپنے اعمال سے کافر بنتا ہے تو بنے۔ لیکن اگر ہم غیر احمدیوں کے نزدیک جھوٹے ہیں اور کسی کو کافر کہتے ہیں تو اُسے بُرا کیوں لگتا ہے دیکھو عیسائی ہمیں کافر کہتے ہیں۔ لیکن ہم ان کے اس کہنے سے نہیں چڑتے۔ کیونکہ ہم انہیں سچا نہیں سمجھتے۔ پس اگر غیر احمدی ہمارے کافر کہنے سے چڑتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہم کو سچا سمجھتے ہیں ہم انکو کہتے ہیں کہ جب حقیقی اسلام ہے جو ہمارے پاس ہی ہے تو تم اُسے قبول کرلو پھر ہم تمہیں کافر نہیں کہینگے۔ بلکہ اپنا بھائی سمجھیں گے ۔

خدا تعالیٰ تمام لوگوں کو توفیق دے کہ وہ سچی راہ کو قبول کریں۔ اور قسم قسم کے توہمات میں پڑ کر صداقت اور راستی کو نہ چھوڑیں ۔

مختلف خبریں

پرائیویٹ تاروں کی بندش۔ ڈائرکٹر جنرل محکمہ تار کے ایک اعلان سے جو ۳۱ جنوری کی سہ پہر کو شملہ سے شائع ہوا ہے۔ پایا جاتا ہے کہ بصرہ اور عراق عرب کے لئے تا اطلاع ثانی پرائیویٹ تار روانہ کرنے کی بندش ہوگئی ہے ٭

دہلی۔ ۳۰ جنوری۔ روسیوں نے قفقاز کے محاذ پر سیلڈ گرٹ کے علاقہ میں عظیم ترکی دستہ کو کچل دیا۔ روسیوں نے خرس قلعہ پر بھی قبضہ کرلیا ہے۔ جو ارض روم اور موش کے درمیان واقع ہے۔ اس کے علاوہ روسیوں نے ایران میں جھیل ارومیہ کے جنوب کی طرف ترکوں کی عظیم جمعیتوں کو شکست دی۔ اور غنیم کو ہمدان کے جنوب مشرق میں پسپا کر دیا ہے ٭

فرانسیسیوں نے ایرس لینس کی سڑک کے مغرب میں غنیم کے دو حملے پسپا کئے۔ گیونشی کے جنوب میں جرمنوں نے متعدد سرنگیں اڑانے کے بعد مقدم خندقوں کے ایک حصہ میں قدم جمالئے نیوول لافولی کی سڑک کے قریب بھی ایک متخاصم حملہ پسپا کیا گیا رولن کورٹ کے شمال میں ایک تیسرا حملہ فرانسیسی توپ خانہ اور رائفلوں کی آتشباری سے روک دیا گیا۔ ایرس کے شمال مشرق میں غنیم کا چوتھا حملہ کامل طور پر پسپا کر دیا گیا۔ فرانسیسیوں نے نیوول۔ لافولی کی سڑک کے جنوب میں ایک گڑھے پر دوبارہ حملہ کیا ٭

فرانس کے ایک ہوائی جہاز نے ایپرنے کی متخاصم گولہ باری کے جواب میں ذی برگ پر آتشباری کی ٭

مغربی مصر میں جنگ۔ لنڈن ۲۸ جنوری۔ سرکاری بیان سے مظہر ہے۔ کہ ۲۳ جنوری کی مغربی مصر کی جنگ کے تفصیلی حالات سے پایا جاتا ہے کہ غنیم کو ہماری پیشقدمی کی ۲۳ جنوری کی صبح تک خبر نہ ہوئی۔ غنیم کے صرف ایک بازو پر اتنا نقصان ہوا جو ان کے ۲۵ دسمبر کی جنگ کے مجموعی نقصان سے زیادہ تھا اور بعض ترک افسر بھی شامل تھے۔ اس شکست فاش سے مقامی بدوؤں کے حوصلے پست ہو گئے ہیں۔ وہ فوج کو چھوڑ کر مشرق کی طرف واپس آ رہے ہیں ٭

کامیاب ہوائی حملہ۔ لنڈن ۲۹ جنوری۔ برطانی۔ فرانسیسی روسی اور اطالوی جنگی جہازوں نے جو بندرگاہ میں موجود تھے۔ ۲۸ جنوری علی الصباح جزیرہ تماکرا بڑون پر بحری سپاہی اتار دیئے۔ اور یونانی قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ قلعہ گیر فوج نے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی۔ خشکی پر اترنے کی کارروائی جنگی جہازوں کی آتشباری کی امداد سے عمل میں آئی۔ یونانی کمانڈر نے صدائے احتجاج بلند کی۔ اسی وقت فرانسیسی پیدل سپاہ نے قلعہ اور اس کے نواحی رقبہ کا محاصرہ کر لیا اور مکانات کی تلاشی لیکر باشندوں کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اتحادیوں کی یہ کارروائی اس خیال پر مبنی بتلائی جاتی ہے کہ اس قلعہ پر اتحادیوں کے سوا اور کسی طاقت کا قبضہ نہ ہونا چاہیئے ٭

سروی سپاہ کی پسپائی۔ البانیہ سے سروی سپاہ نہایت ترتیب اور قاعدہ کے ساتھ پسپا ہو رہی ہے۔ آسٹروی سپاہ کا ہراول سان گیوانی ڈی میڈوا پر پہنچ گیا ہے۔

فرنچ ہوابازوں کی تاخت۔ لنڈن ۲۹ جنوری۔ پیرس کل چودہ فرنچ ہوائی جہازوں نے جھیل ڈوئیران کے شمال میں مقام بزرلی کے متخاصم کیمپوں پر بہت سے بم گرائے ٭

پیرس میں زپلین جہازوں کی تاخت۔ لنڈن ۳۰ جنوری ایک زپلن ہوائی جہاز نے کل شام کے دس بجے پیرس پر بم گرائے۔ اہل پیرس نے دوران تاخت میں نہایت تحمل سے کام لیا۔ غلیظ کہر کی وجہ سے توپیں آتشباری نہ کر سکیں متعدد ہوائی جہازوں نے زپلن کا جو بہت بلندی پر اڑ رہا تھا تعاقب کیا۔ اور جب وہ غائب ہو رہا تھا۔ تو اس پر آتشباری کی۔ زپلن نے کم و بیش ۱۳ بم پھینکے جن سے ۹ مکان تباہ ہو گئے اور ۲۰ آدمی ہلاک اور ۳۲ مجروح ہوئے ٭

ہوائی جہازوں کے عطیے۔ لنڈن ۲۷ جنوری۔ محکمہ نو آبادیات نے اعلان کیا ہے کہ شاہی جیش پرواز کے بیڑے میں ۱۲ مزید ہوائی جہازوں کا اضافہ ہوا ہے۔ اور اب اس میں کل ۵۳ جہاز ہیں ٭

پینساک کی دلدلوں کی مشکلات۔ لنڈن ۳۰ جنوری۔ پٹروگراڈ کا تار مظہر ہے۔ برف کے بسرعت پگھلنے کی وجہ سے زمین کے اندر سے عظیم مقدار میں پانی نکل آیا ہے۔ غنیم کی تمام قلعہ بندیاں اسطرح تباہ ہو گئی ہیں۔ گویا ان پر گولہ باری کی گئی ہے۔ درجنوں بھاری باڑیاں ہزارہا گولی بارود کے چھکڑے اور کثیر التعداد توپیں اور کئی سالم گودام پانی کے اندر غرق ہو گئے۔ اور کئی سالم دستے جو خندقوں میں مقیم تھے۔ باقی فوج سے منقطع ہو کر بدین وجہ تباہ ہو گئے کہ وہ دلدلوں کی بھول بھلیوں سے باہر نہ نکل سکتے تھے۔ جرمنی کے حکام نے اس اندیشہ سے کہ اس مصیبت کی خبر پھیلنے نہ پائے۔ واپس آمدہ سپاہیوں کو جو زیادہ تر شدید انفلوئنزا میں مبتلا ہیں۔ الگ مکانات میں فروکش کر دیا ہے ٭

وائسرائے ہند کا جدید فوجی سکرٹری۔ لنڈن ۲۹ جنوری۔ لارڈ چیمز فرڈ نے میجر بالعف وار کو جو آسٹریلیا میں انکے ہمراہ تھے اپنا فوجی سکرٹری مقرر کیا ہے۔ لیڈی چیمز فرڈ لارڈ ممدوح کے استقبال کی غرض سے فرانس تشریف لیگئی ہیں ٭

عظیم بند ٹوٹ گیا۔ لنڈن ۲۹ جنوری۔ سان ڈیگو واقع کیلیفورنیا میں ایک عظیم بند کے ٹوٹ جانے سے پچاس آدمی غرق اور کئی بےخانمان ہو گئے۔ اسکے علاوہ شدید نقصان ہوا ہے

مفقود الخبر۔ لنڈن ۲۹ جنوری۔ ایپم کے متعلق کوئی مزید خبر موصول نہیں ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ کیمرونز کے جرمن قیدی بھی ایپم پر سوار تھے ٭

اتوار کی شب کو مزید حملہ۔ لنڈن ۳۱ جنوری۔ شب گذشتہ کو دس بجے کے قریب ایک زپلن پیرس پر نمودار ہوا۔ جس پر نیچے سے باڑیوں نے آتشباری کی۔ اور فضا میں ہوائی جہازوں نے اس پر حملہ کیا۔ اس نے متعدد بم گرائے۔ مگر ان سے کچھ نقصان نہیں پہنچا

دلیل العرفان

رسالہ تشحیذ الاذہان ماہ جون میں فرق شیعہ پر از روئے کتب شیعہ اتمام حجت کیگئی تھی اس کا جواب مولوی احمد علی صاحب نے دلیل العرفان میں دیا ہے۔ اسکے چند نسخے احمدیوں میں مفت تقسیم ہوں گے شیعہ کتب سے آگاہ آغا سید ابوالفضل صاحب رضوی القمی مبارک حویلی لاہور سے درخواست کر کے منگوالیں ٭

انجمن ترقی تعلیم مسلمانان کا چھٹا سالانہ جلسہ

بفضل خدا ۲۶-۲۷ فروری ۱۹۱۶ء بمقام امرتسر زیر صدارت عالیجناب آنریبل راجہ سر محمد علی محمد خان صاحب والی محمود آباد منعقد ہوگا حامیان ترقی تعلیم مسلمانان کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنی شمولیت سے جلسہ کی رونق افزائی فرماکر عند اللہ ماجور ہوں۔ نیاز مند شیخ محمد عمر بیرسٹر ایٹ لا آنریری سکرٹری